شادی پر مبارک بادی

تصنیف لطیف

فیض ملت، آفتاب اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

شادی پر مبارک بادی

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفے!

امابعد! ہمارے یہاں عادت عام ہوگئی ہے کہ شادی مثلاً عیدالفطر وقربانی اور عید میلا دالنبی وجشن معراج شریف و اعراس مشائخ عظام اور بیاہ ودیگر رسوم ومواقع خوشی پر ایک دوسرے کومبارک باد پیش کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ امام سیوطی قدس سرہ کا ایک رسالہ نظر سے گزرا مسمی بہ ''وصول الامانی باصول التہانی'' ان سے اس کے متعلق سوال ہوا تو یہ رسالہ لکھا چنانچہ خود فرماتے ہیں

فقد طال السوال عن ما اعتادہ الناس من التھنئتہ بالعید و العام و الشھر و الولایات و نحو ذلک ھل لہ اصل فی السنتہ الخ

میرے سے سوال ہوا کہ عوام میں رواج ہے کہ عید اور نئے مہ وسال ودیگر مختلف مواقع پر ایک دوسرے کومبارک باد کہتے ہیں کیا اس کے متعلق کسی حدیث شریف میں تصریح یا اشارہ ملتا ہے یا نہیں۔

فقیر اُویسی نے ان کے تتبع میں یہ رسالہ لکھ کر اس کا نام ''القول المبرور وفی التھنئتہ علی السرور'' رکھا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پر آیت: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، ایت ۲) ﴿ترجمہ: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔﴾ کا نزول ہوا جب آپ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس آیت کے نزول کی خوشخبری سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کومبارک باد[۱] پیش کی۔ (رواہ البخاری و مسلم)

(۲) حضرت براء بن عازب وزید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہر مومن مرد اور عورت کے محبوب ہو گئے آپ کو مبارک ہو۔ (رواہ احمد)

---

[۱] اس آیت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا ''تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے تمہارے پچھلوں کے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ کو اس لئے مبارک پیش کی کہ آپ اکثر اوقات اُمت کی مغفرت کے لئے فکرمند رہتے تھے جب اس آیت کا نزول ہوا تو آپ نے اُمت کے لئے خوشی محسوس فرمائی اسی خوشی کو دیکھ کر صحابہ کرام نے مبارک باد عرض کی۔

(۳) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ تمہیں مبارک ہو کہ تم میری طینت [1] سے پیدا کئے گئے ہو اور تیرا باپ آسمان پر ملائکہ کے ساتھ اُڑ رہا ہے۔ (ابن عساکر)

(۴) حضور ﷺ نے فرمایا اے ابی بن کعب کون سی سورۃ اعظم ہے اُنہوں نے عرض آیۃ الکرسی آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں علم کی فراوانی کی مبارک [2]۔ (احمد و مسلم)

توبہ قبول ہونے کی مبارک

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ توبہ کی قبول ہونے کے متعلق مروی ہے وہ خود فرماتے ہیں جب میری توبہ قبول ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا تو لوگ جوق در جوق مجھے توبہ کی قبولیت کی مبارک دیتے رہے یہاں تک کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے اردگرد لوگ جمع ہو گئے۔ اس پر حضرت طلحہ بن عبیداللہ گھٹنوں پر چل کر آئے اور میرا مصافحہ کیا اور کہا مبارک ہو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مبارک بادی کو ہر وقت یاد کرتے تھے پھر جب میں رسول اللہ ﷺ پر سلام عرض کیا آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور فرمایا اے ابن کعب مبارک ہو اور تیرے لئے یہ ایسی خوشی ہے کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو ایسا منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عافیت بر امراض پر مبارک

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا رسول اللہ ﷺ میری طبع پرسی کے لئے تشریف لائے پھر جب میں شفایاب ہوا تو فرمایا

صح جسمك ياخوات

اے خوات خدا کرے تیرا جسم تندرست ہو۔ (حاکم)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب کوئی بیماری سے شفاء پاتا تو اسے کہتے تمہیں شفاء مبارک۔

حج کی تکمیل پر مبارک

(۱) حضرت عذرہ بن مفرس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

---

[1] یہاں طینت سے مراد عادات و خصائل ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نگاہ کے آگے کوئی شے اوجھل نہیں جیسا کہ آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بتایا۔

[2] ثابت ہوا کہ علم دینی بڑی دولت ہے لیکن افسوس کہ دور حاضرہ میں اس کی قدر و منزلت جاننے والے کالعدم ہیں یہ بھی معلوم ہوا علم کے ہوتے ہوئے سوال کرنا لاعلمی نہیں اسی سوال میں کبھی امتحان مطلوب ہوتا ہے۔ اُویسی غفرلہٗ

فرمایا کہ

افرخ روعك يا عروه۔ (اخرجہ البزار)

اللہ تعالیٰ تیری گھبراہٹ دور کرے۔

فائدہ

صحاح میں ہے

افرخ الروع بمعنی ذهب الفزع

یعنی گھبراہٹ دور ہوئی۔

اہلِ عرب کہتے ہیں

ليتفرخ بمعنی ليخرج عنك فزعك كما يخرج الفرح البيفته

خدا کرے تیری گھبراہٹ ایسے دور ہو جیسے انڈے سے چوزہ نکلتا ہے۔

اہلِ عرب کہتے ہیں

افرخ روعك يا فلان

اے فلاں اللہ تعالیٰ تجھے گھبراہٹ سے سکون بخشے۔

درالمید انی نے فرمایا اس معنی پر یہ متعدی فعل ہے اور پہلے معنی پر لازم ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الام میں حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام حج کو گئے تو آپ کی ملائکہ سے ملاقات ہوئی۔ ملائکہ نے کہا

بر فسكك آدم

اے آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ آپ کے حج کو مبرور فرمائے۔

جنگ سے بخیر و عافیت واپسی پر مبارک

(۱) حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے بخیر و عافیت واپس تشریف لائے تو مدینہ طیبہ کے لوگ روحاء کے مقام پر پہونچ کر مبارک باد پیش کرتے رہے۔

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک مرسلاً صحیح الاسنہاد)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنگ سے واپس تشریف لائے جب میرے حجرہ میں تشریف لائے میں نے مبارک کے لئے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا

الحمدللہ الذی نصرك واعزك واكرمك (اخرجہ الحاکم فی المستدرک)

اللہ تعالیٰ کی تعریف جس نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عزت دی اور آپ کو مکرم بنایا۔

(۳) حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کو بدر کی جنگ کے بعد ملے اور عرض کی

الحمد للہ الذی اظفرك واقر عينك۔ (اخرجہ ابن سلام)

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے آپ کو فتح یاب فرمایا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں۔

حج کی واپسی پر مبارک

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے ہاں ایک لڑکا حاضر ہوا اور حج پر جانے کی استدعاء کی حضور ﷺ نے نہ صرف اجازت بخشی بلکہ اس کے ساتھ چل پڑے اور یوں دعا سے نوازا

يا غلام زودك الله التقوى ووجهك الخير وكفاك الهم۔

اے بچے اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زاد عطا فرمائے اور خیر کو تیری طرف پھیر دے اور تجھے ہر غم سے بچائے۔

جب وہ لڑکا حج سے واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض عرض کیا۔ آپ نے اسے یوں دعا سے نوازا

يا غلام قبل الله حجك و غفر ذنبك ورخلف نفقتك۔

تیرا حج قبول کرے اور تیرے گناہ بخشے اور تجھے نفقہ عطا فرمائے۔

(۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت کریمہ تھی کہ کوئی حاجی جب حج سے آتا اُسے دعاؤں سے یوں نوازتے

تقبل الله نسكله و اعظم اجرك و اخلف نفقتك۔ (اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ)

اللہ تعالیٰ تیرے حج کو قبول فرمائے اور تیرے اجر و ثواب میں برکت دے اور خرچ کا بہتر بدل عطا فرمائے۔

نکاح پر مبارک

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جسے دیکھتے کہ اس نے نکاح (بیاہ) کیا ہے تو اسے یوں دعا سے نوازتے۔

بارك الله و بارك عليك وجمع بينكما فی خير۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

تجھے اللہ تعالیٰ برکات سے نوازے اور تجھ پر برکات کا نزول ہو اور تم ان دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کرے۔

(۲) حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب شادی (بیاہ) ہوئی تو لوگ اسے بیاہ اور بچوں کی پیدائش کی خوشخبری سناتے تو وہ فرماتے کہ اگر کچھ خوشی کا اظہار کرنا ہے تو یوں نہ کہو وہی کہو جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے وہ یہ ہے

علی الخير بارك الله لك و بارك عليك

خیر و بھلائی ہو تجھے اللہ تعالیٰ برکتوں سے نوازے اور تیرے اُوپر برکات کا نزول ہو۔ (رواہ ابن ماجہ ابویعلی)

(۳) حضرت ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ نے کسی کی شادی (بیاہ) میں شرکت فرمائی اور اسے مندرجہ ذیل دعا سے نوازا

علی الخير والبركته والالفة والطائر الميمون والسفة فی الرزق بارك الله لكم۔ (رواہ الطبرانی)

خیر و بھلائی اور برکت والفت اور نیک شگون اور وسعت رزق نصیب ہو اللہ تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔

بچے کی پیدائش پر مبارک

(۱) کلثوم بن جوشن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اسے اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا تھا اسے کہا شہباز کی پیدائش کی مبارک ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ یہ بچہ ایسا ہو گا عرض کی گئی تو پھر کیا کہا جائے آپ نے فرمایا کہو کہ اللہ تعالیٰ بچے کو مبارک بنا اور خدا کرے وہ بڑا ہو اور اسے جوانی کی بہار سے نوازے۔ (رواہ ابن عساکر)

(۲) ابن یحییٰ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے اسے کہا اے خدا فلاں فارسی بچے کی پیدائش کی مبارک ہو۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہیں کیا علم کہ یہ بچہ ایسا ہو گا بلکہ کہو

جعله الله مباركا عليك و علی امة محمد ﷺ۔ (اخرجہ الطبرانی فی الدعاء)

اللہ تعالیٰ تیرے لئے اور جملہ اُمت محمدی کے لئے بابرکت بنائے۔

(۳) حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو بچے کی پیدائش کی مبارک دیتے تو فرماتے

جعله الله مباركا عليك و علی اُمة محمد ﷺ۔ (اخرجہ الطبرانی من طریق حماد بن زید)

اللہ تعالیٰ اسے تیرے لئے اور اُمت محمدیہ کے لئے مبارک بنائے۔

حمام کے داخل ہونے کی مبارک

(۱) حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیاء العلوم کے آدابِ حمام میں لکھتے ہیں کہ کسی دوسرے کو یوں عافاک اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں یعنی اللہ تعالیٰ تجھے باعافیت رکھے۔ (نقلہ فی المہذب)

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حمام سے فارغ ہو کر آتے تو رسول اکرم ﷺ فرماتے

طاب حمامکما (الفردوس)

حمام تمہارے لئے خوشگوار ہو۔

فائدہ

مصنف الفردوس نے اس کی سند کی جگہ خالی چھوڑ دی یعنی اس کا اسناد نہ بتایا۔

ماہِ رمضان کی آمد کی مبارک

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

ایها الناس انه قدا ظلکم شهر عظیم شهر مبارك خیر لیلة خیر من الف شهر۔

(اخرجہ الاصبہانی فی الترغیب)

اے لوگو! مہینہ آرہا ہے جو نہایت بابرکت ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔

فائدہ

حضرت ابن رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ رمضان شریف کی آمد پر مبارک باد دینے کی اصل اس حدیث شریف سے ہے۔

عید مبارک

(۱) حضرت زاہر بن طاہر تحفۃ عید الاضحیٰ میں حبیب عمر انصاری سے نقل کر کے لکھتے ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عید کے دن ملا تو میں نے انہیں کہا

تقبل الله منا ومنك

اے اللہ مجھ سے اور تیرے سے قبول فرمائے

اُنہوں نے بھی اسی طرح جواباً فرمایا

تقبل الله منا و منك

اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے سے قبول فرمائے۔

(۲) ابن عمرو السلسکی فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن بشر اور عبدالرحمٰن بن عائذ اور جبیر بن نفیر اور خالد معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ عیدوں کے ایام میں لوگ انہیں مبارک دیتے اور وہ لوگوں کو۔ (اخرجہ الاصفہانی فی الترغیب)

(۳) ابو امام اور واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن سعد کو عید کے دن مل کر انہیں کہا

تقبل الله منا و منك

اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے سے قبول فرمائے۔ (اخرجہ البیہقی والطبرانی فی الدعاء)

(۴) زاہد بن طاہر کتاب تحفہ عید الفطر میں اور ابو احمد الفرضی سند حسن سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے کہتے

تقبل الله منا و منك

اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے سے قبول فرمائے۔

(۵) ادھم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کہتا ہے کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدین کے موقعہ پر کہتے

تقبل الله منا و منك يا امير المومنين

پھر وہ بھی اسی طرح ہمیں جواب دیتے اگر شرعاً نا جائز نہ ہوتا تو ہمیں روک دیتے۔ (اخرجہ الطبرانی فی الدعاء)

(۶) شعبہ بن حجاج نے کہا کہ میں نے یونس بن عبید کو میں نے عید کی نماز کے بعد کہا

تقبل الله منا و منك

اُنہوں نے اس کے جواب میں وہی کہا جو میں نے کہا۔ (اخرجہ الطبرانی)

(۷) ابن عقیل کہتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عید کے دن ملا اور عرض کی

تقبل الله منك

اللہ تعالیٰ تجھ سے قبول فرمائے۔ (اخرجہ الطبرانی)

فائدہ

اگر مبارک بادی اور ایسے کلمات جائز نہ ہوتے تو روک دیتے۔

(۸) علی بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یہ جو عید کے دن لوگ آپس میں کہتے ہیں

تقبل اللہ منا ومنك

ایسا کہنا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ نے فرمایا ہم اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں۔ (رواہ ابن حبان عن الثقات)

سوال

ایک حدیث شریف میں جسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرض کی کہ یہ جو لوگ عیدین کے موقعہ پر کہتے ہیں

تقبل اللہ منا ومنك

یہ کیسا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ یہود و نصاریٰ کا فعل ہے اور ایسا کہنے کو آپ نے کراہت کی نگاہ سے دیکھا۔

جواب

اس کی سند میں عبدالخالق بن خالد بن زید بن واقد ہے وہ امام بخاری کے نزدیک منکر الحدیث ہے اور ابو حاتم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نسائی نے فرمایا کہ وہ غیر معتبر ہے اور دار قطنی نے فرمایا کہ وہ متروک ہے امام ابو نعیم نے فرمایا وہ لاشی ہے۔

نئے کپڑے پہننے پر مبارک

اُم خالد بنت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ ﷺ اُوڑھنی اپنے ہاتھ مبارک سے پہنا کر دو بار فرمایا

ابلی واخلقی

پرانا کرو اور اسے دیر تک پہنے رکھ۔ (بخاری)

فائدہ

یہ دعائیہ کلمہ مبارکبادی کے موقعہ پر کہا جاتا ہے۔

(۲) ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید قمیص پہنا ہوا دیکھ کر فرمایا

لبس جدیدا وعش حمیدا ومت شهیدا۔ (رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر)

جدید کپڑا پہنو اور تادیر سلامت رہو اور شہید ہو کر مرو۔

(۳) حضرت ابونفرہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب کسی کو نیا کپڑا پہنے ہوئے دیکھتے تو کہتے

تبلی ویخلف اللہ عزوجل۔ (اخرجہ ابو منصور)

یعنی تادیر پہنو اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور عطا فرمائے۔

ہر شام خیر و عافیت کی مبارک

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک شخص کو فرمایا کہ صبح کیسے ہوئی۔ اس نے عرض کی

احمد الذی الیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طفیل اچھی رات گزری اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی حمد ہے۔

آپ نے فرمایا میں بھی تجھ سے یہی سننا چاہتا تھا۔ (اخرجہ الطبرانی بسند حسن)

(۴) میسرہ بن حبیس کہتے ہیں کہ میں واثلہ بن الاسقع کو ملا اور السلام علیکم کہا اور پوچھا

کیف انت یا ابا شداد اصلحك اللہ

ابوشداد آپ کا کیا حال ہے اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھے۔

آپ نے فرمایا خیر و برکت ہے اے بھتیجے۔

(۳) حضرت حسن سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ و تابعین کی عادت تھی وہ آپس میں السلام علیکم اور خدا کرے آج کے دن تمہارے قلوب باسکون رہیں اور بتایئے کیسے رات بسر ہوئی اور شام کیسے گزری اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھے۔

اگر ہم ان کو ایسا کہتے تو وہ خوش ہو کر کہتے ورنہ ناراض ہوتے۔ (رواہ ابن منصور فی سننہ)

ارشادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مبارک بادی کا اثبات مزید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے پھر فرمایا کہ کسی کام کی مدد چاہے تو اس کی مدد کرو اگر قرضہ مانگے تو قرض دو اگر ایسے کوئی خیر و بھلائی حاصل ہو تو اسے مبارک دو اگر اسے مصیبت پہونچے تو اس سے مصیبت دفع کرنے کی کوشش کرو۔ (رواہ الطبرانی فی سند الشامیین والخرائطی فی مکارم الاخلاق)

فقہاء کا فیصلہ

(۱) حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ قوت الجواہر میں لکھتے ہیں کہ یہ جو لوگ عیدوں اور نئے سالوں اور نئے مہینوں پر مبارک باد دیتے ہیں میں نے اپنے ائمہ سے کسی کو منکر نہیں پایا۔

(۲) امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ذکی الدین عبدالعظیم المنذری کے فوائد میں نے دیکھا کہ فرماتے ہیں ابو الحسن المقدسی سے روائل شہر و جدید مہینوں پر مبارک بادی کے متعلق سوال ہوا کہ کیا وہ بدعت ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس کے متعلق ہمیشہ سے علماء میں اختلاف رہا میری ذاتی رائے یہی ہے کہ یہ نہ سنت ہے نہ بدعت بلکہ مباح ہے۔اسی قول کو الشرف الغزی فی شرح المنہاج میں نقل کیا ہے لیکن اس پر کوئی مزید اضافہ نہیں کیا۔

نتیجہ

ہر خوشی پر مبارک باد کہنا دعائیں دینا شرعاً جائز ہے۔ ہمارے دور میں مذکورہ بالا اُمور یونہی اعراس مشائخ کی حاضری کے بعد اور بچوں کے حافظ و عالم ہو جانے پر ایسے ہی دیگر خوشی کے مواقع پر مبارک دینے کا عام دستور ہے۔ بعض لوگ اسے اپنی بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ فقیر نے یہ چند سطور عرض کر دیئے ہیں اہل انصاف کو تو انکار کی گنجائش نہیں اور ضدی ہٹ دھرم ویسے بھی لاعلاج ہوتا ہے اسی لئے اہل انصاف سے گزارش ہے کہ فقیر کی ان چند سطور کو غور سے پڑھنے کے بعد فیصلہ فرمایئے کہ ایک جائز فعل کو بدعت کہہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ و اصحابہٖ الطاہرین

ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہٗ

آغاز

مرید کے ضلع شیخوپورہ میں جبکہ فقیر یہاں صاحبزادہ سید احمد شاہ نقدی سلمہ کی دعوت پر جمعہ پڑھانے کے لئے حاضر ہوا ۱۸ شعبان بعد جمعہ چند نشستوں میں بروز ہفتہ و شعبان جامعہ شیرازیہ رسولیہ لاہور کے مہمان خانہ میں بوقت ۱۱ بجے ختم ہوا۔ یاداشت لکھی تاکہ یاد رہے۔

اضافہ برائے افاضہ

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے رسالہ مبارکہ کے علاوہ چند دیگر حوالہ جات اور ضروری ابحاث بطور اضافہ حاضر ہیں تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ استفاضہ و استفادہ کریں۔

بی بی زینب کو مبارک

جب بی بی زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مطلقہ ہوئیں تو ان کی تمنا تھی کہ کاش ان کا نکاح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو چنانچہ بی بی صاحبہ اس فکر میں ہر وقت مغموم رہتیں بلکہ اس بارے میں نذر بھی مانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از خود بھی اس نکاح کے روادار نہ تھے اس لئے بی بی صاحبہ کو کافی عرصہ انتظار کرنا پڑا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی سے نکاح کا حکم ہوا تو مجمع صحابہ و صحابیات میں فرمایا کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور انہیں بشارت دے کہ حق تعالٰی نے ان کو میری زوجیت میں دے دیا ہے۔ سلمٰی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں دوڑیں اور سیدہ زینب کو بشارت دی اور اس خوشخبری سنانے پر وہ زیورات جو سیدہ زینب پہنے ہوئے تھیں اُتار کر سلمٰی کو عطا فرما دیئے اور سجدۂ شکرانہ بجالائیں اور نذر مانی کہ ہمیشہ روزہ سے رہونگی۔

صحابہ کو مبارک

ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق آیت ذیل نازل ہوئی تو لوگوں نے انہیں مبارک بادی دی:

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۰۶)

ترجمہ: اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں اللہ کے حکم پر، یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

یہ آیت ان تین صحابیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جنگ پر نہ جاسکے۔ وہ تین حضرات یہ ہیں

(۱) کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ

(۲) مرارہ بن الربیع العمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) ہلال بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرات غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے اور تھے مالدار۔ اس کے باوجود غزوہ تبوک پر حضور ﷺ کے ساتھ نہ جاسکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت میں اہل مدینہ سے مالی لحاظ سے خوشحال تھا میرے پاس اُونٹ بھی بہت اچھے تھے۔ ہر روز ارادہ کرتا تھا کہ میرے پہنچنے میں کیا دیر لگے گی جب لشکر روانہ ہوگا اسے راستہ میں پالوں گا۔ لیکن اس کے باوجود کئی روز ایسے ہی گزر گئے اور میں جنگ پر نہ جاسکا اس پر مجھے اور میرے دوسرے مذکورہ ساتھیوں کو سخت ندامت ہوئی۔ جب حضور اکرم ﷺ غزوہ سے فراغب کے بعد واپس تشریف لائے ان حضرات نے خود کو نہ تو حضرت ابولبابہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح ستونوں سے باندھا اور نہ ہی اتنا شدید اظہارِ غم اور جزع فزع کی۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمادیا کہ ان کے ساتھ کوئی نہ بیٹھے اور نہ ان کے ساتھ کوئی کھانا کھائے اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا مشورہ کرے۔ یہاں تک کہ ان حضرات کی عورتوں کو فرمایا کہ وہ ان سے علیحدہ ہوکر اپنے میکے چلی جائیں۔ حضرت ہلال بن امیہ نے اتنی اجازت لی کہ چونکہ وہ ضعیف العمر ہیں صرف انہیں کھانا پہنچانے کی اجازت ہو۔ حضور ﷺ نے صرف ان کے لئے اتنی اجازت بخشی۔ ادھر شام کے عیسائیوں کے بادشاہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ وہاں تمہاری ناقدری ہوئی ہے تم ہمارے ہاں آجاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا افسوس کہ ہم سے اتنا بھاری گناہ سرزد ہوا ہے کہ اب مشرکین ہمیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار ہوگئے ہیں اس غم سے زمین میرے پاؤں سے نکل گئی۔ اس طرح ہلال بن اُمیہ بھی صدمہ سے زاروقطار روئے یہاں تک کہ ان کی ضائع ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوگیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ اگر ان کے متعلق معافی کا پیغام من جانب اللہ نازل نہیں ہوتا تو یہ مارے گئے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اللہ کریم ہے انہیں ضرور بخش دے گا۔ ان کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دو گروہ ہوگئے۔ کہتے انہیں عذاب ملے گا یا معافی نصیب ہوگی۔ یہاں تک کہ پچاس دن گزرنے کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے آیت نازل ہوئی:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۱۷، ۱۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا، بیشک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔ اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی، اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے، اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس، پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں، بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ان کی معافی کو پچاس دن تک مؤخر کر کے ایسے احسن وجوہ سے ظاہر فرمایا کہ لوگوں کے لئے قابل رشک ہوگئی یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔ (روح البیان آیۃ مذکورہ)

شادی اور رسوم بد

جیسے شادی و بیاہ وغیرہ کے موقعوں پر مبارکباد کہنا اچھا فعل ہے یونہی اس میں بہت سی بُری رسمیں بھی مسلمانوں میں مروج ہیں کچھ ہندوؤں اور دیگر اقوام کی دیکھا دیکھی، کچھ اپنے اجداد وغیرہ کی وراثت میں، کچھ رواج عام سے۔ انہیں تو کفر تک نوبت پہونچاتی ہیں ورنہ گناہ اور فسق و فجور ہیں۔ ان میں آخرت میں سخت عذاب کے موجب کے علاوہ دنیا میں معاشرہ کی خرابی بالخصوص آپس میں بغض و عداوت مثلاً نیوتا۔ اس کی تفصیل اور خرابیاں اور ان خرابیوں کا علاج اور نیوتا مستحسن کی قسمیں فقیر نے رسالہ ''نیوتا'' میں عرض کر دی ہیں۔ فقیر کا تجربہ ہے اور اسلاف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی یقین ہوا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں عمل ہو تو دارین کی فلاح و بہبودی نصیب ہوتی ہے۔ آخرت میں تو دیکھی جائیگی دنیا میں مشاہدہ ہوگا کہ سنت مبارکہ کی برکت سے ہر قسم کی پریشانی اور پشیمانی سے امان نصیب ہوگی۔ آج کل دیکھ لیں کہ اکثر لوگ اپنی پریشانیوں کا رونا روتے ہیں اس کی اصل وجہ سنت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کرنے کی نحوست ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس پیارے طریقہ یعنی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کرنے کی نحوست ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس پیارے طریقہ یعنی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک اکثر علماء اور پیروں سے ہو رہا ہے جو ہمارے اسلام کی کشتی کشتیاں ہیں مثلاً اسی شادی و بیاہ کو دیکھ لیں کہ اس کی غلط رسمیں اکثر علماء و پیروں کے گھروں میں زیادہ مروج ہیں آج یہ تمام حضرات ان رسوم کو نہ صرف خود چھوڑ دیں بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بُری رسوم کو سختی سے روکیں تو پھر دیکھیں کہ اسلام میں کیسی بہار آتی ہے۔ شادیوں کی بُری رسموں کے متعلق حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شادیوں میں طرح طرح

کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ جو رسمیں ہمارے ملک میں جاری ہیں انہیں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ رسوم کی بناء عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا ہو کر بعض اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کریں کہ سبکدوش ہوں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے طرح طرح کی فکریں کرتے اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں۔ برسوں گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنئے کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی۔ اللہ و رسول ﷺ کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائیداد ہے تو اسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا لے گیا، پونجی نیلا ہوگئی، مکان بنئے کے قبضہ میں گیا اور در بدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ، تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہو بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق **والعیاذ باللہ تعالیٰ**۔

اکثر جاہلوں میں یہ رواج ہے کہ محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید برآں عورت کی آواز نامحرم کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا ہی عیب ہی نہیں کتنی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو اُبھاریگا یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو، ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔ نیز اس ضمن میں رتجگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے نیاز گھر

میں بھی ہوسکتی ہے اور اگر مسجد ہی ہو عورتوں کی کیا ضرورت ۔ پھر اگر اس رسم کی ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جمگھٹے کی کیا حاجت پھر جوانوں اور کنواریوں کو اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرات کس قدر حماقت ہے پھر بعض جگہ یہ دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک جومک ہوتا ہے یہ سب ناجائز ۔ جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے ۔ دولہا دلہن کو ابٹن لگانا مائیوں بٹھانا جائز ہے انہیں حرج نہیں دولہا کو مہندی لگانا ناجائز ہے ۔ یونہی کنگنا ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز دولہا کو ریشمی کپڑے پہنانا حرام ہیں مغرق نہ ہو ۔ بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں ۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال ضائع کرنا ہے تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے ،کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے ،کوئی جل جاتا ہے ۔ ناچ میں جن فواحش و بدکاریوں اور مخرب اخلاق باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں ۔ دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں ، بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہیں کیسے بُرے بُرے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ حیاء و غیرت اُٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے ۔ بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں ۔ ایسی بدتہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیاء و غیرت کا پتا دیتا ہے ۔ شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت کے وقت طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہو گا ورنہ ہم شادی نہ کرینگے ۔ لڑکی والا یہ نہیں کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اسی کی اولاد کے کام آئیگا ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہوگئی یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ ۔ ہمیں نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بیشک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں ولیمہ سنت ہے بہ نیت اتباع رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرو خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے ۔ (بہارِ شریعت جلد ۷، صفحہ ۹۴ تا ۹۷)

آخری گزارش

برادرانِ اسلام جہاں فقیر کے اس رسالہ سے شادی وغیرہ پر مبارک باد کہنے کے جواز پر خوش ہوں وہاں فقیر کی ان باتوں پر بھی عمل کرنے کی کوشش فرمائیں جن پر حضور نبی پاک ﷺ اور ان کا خدا کریم خوش ہوں ورنہ آپ کا مبارک باد دینا ظاہر میں اظہارِ مسرت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادھر تم ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہوں گے ادھر ملائکہ صد حیف اور ہزار نفریں پکار رہے ہونگے کہ اے رسول خدا ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کے خلاف کرنے والے تمہیں مبارکباد دینے پر شرم نہیں آتی کہ جن کے صدقے تمہیں یہ خوشی ہوئی ہے ان کے باغی کیوں ہو۔

وماعلینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۹ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ۔ ۲۶ فروری ۲۰۰۰ء

بروز ہفتہ سوا نو بجے